یادِ رفتگاں

شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی

ہمارے اُستاذ مولانا عبدالغفار حسنؒ

مدینہ منورہ یونیورسٹی کی چند یادیں

ہمارے شیخ محترمؒ کا شمار برصغیر پاک و ہند کے اساطین العلم اور شیخ الشیوخ میں ہوتا ہے جن کی علمی، ادبی اور حدیثی خدمات تاریخ کا سنہرا باب ہے۔ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ان کے تلامذہ کا سلسلۂ ذہبی وسیع وعریض نظر آتا ہے جن کو احاطہ قلم میں لانا مشکل امر ہے۔ یہ قبولیت ِعامہ کی ایک واضح اور بین دلیل ہے۔ موصوف کے بارے میں نامور مؤرخ مولانا محمد اسحق بھٹی کا مضمون 'محدث' کے شمارۂ اپریل ۲۰۰۷ء میں چھپا جو کافی و وافی معلوماتی ذخیرہ ہے۔ اثنائے کلام میں رقم طراز ہیں کہ

> ''اکتوبر ۱۹۶۴ء میں بغیر کسی درخواست کے اسلامی یونیورسٹی مدینہ طیبہ سے تدریس کی دعوت آئی۔ ۱۹۸۰ء تک سولہ سال وہاں حدیث، علوم حدیث اور اسلامی عقائد پر محاضرات (لیکچر) دیتے رہے۔''

اس سے قبل اسی قسم کے الفاظ 'الاعتصام' میں مولانا ارشاد الحق اثری کے مضمون میں بھی شائع ہو چکے ہیں جس کے پس منظر کی ان سطور میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

یہ وہ دور تھا جب علامہ البانیؒ کا وجود جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ میں مرجع العلم والعلماء کی حیثیت اختیار کرگیا تھا۔ طالبین علم ہمہ وقت ان کے گرد جمع رہ کر اپنی علمی پیاس بجھاتے، یہاں تک کہ فسحۃ طویلۃ (لمبے وقفہ) میں بھی کلاس رومز کے سامنے زمینی مجالس سے بھی سوال وجواب کی شکل میں خوب مستفید ہوتے۔ پھر جمعرات کو چھٹی کے بعد باقاعدہ چند بسیں طلبہ کو لے کر کسی تاریخی مقام پر پہنچ جاتیں جہاں طلبہ آپ کی قیادت میں پڑاؤ ڈالتے اور جمعہ کی شام تک علمی مجالس کا انعقاد جاری وساری رہتا۔ یہ سارا ماحول شائقین علم کے لیے انتہائی مفید اور مبارک سلسلہ تھا جس کا عرصہ تین سالوں پر محیط ہے۔ آخر کار بعض حاسدین کو یہ روح پرور

www.KitaboSunnat.com

مجالس پسند نہ آئیں اور اربابِ اقتدار تک شکایات کا سلسلہ طول پکڑ گیا یہاں تک کہ آپ کو جامعہ سے سبک دوش کر دیا گیا۔اس شنیع حرکت سے جامعہ اسلامیہ میں بہت بڑا علمی خلا پیدا ہوگیا۔ چنانچہ ان کی جگہ پر کرنے کے لیے شیخ عبدالقادر شیبۃ الحمد کو بطورِ مندوب پاکستان بھیجا گیا تاکہ وہ قابل ترین اساتذہ کی تلاش کرسکیں۔کراچی میں غالباً دارالحدیث رحمانیہ میں ان کی ملاقات شیخنا عبدالغفار حسنؒ سے ہوئی تو ممتاز علمی قابلیت کی بنا پر اُنہیں منتخب کرلیا گیا۔پھر شیخ عبدالقادر گوجرانوالہ پہنچے، جہاں سے بطورِ مدرّس حافظ محمد محدث گوندلویؒ کا انتخاب کرلیا۔ اس امر کی بھی شدید کوشش کی گئی کہ مولانا محمد اسماعیل سلفی بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی☆ بن جائیں اور تدریسی ذمہ داریوں کو قبول کرلیں لیکن اُنہوں نے باسلوبِ احسن پیشکش کو ٹال دیا۔

آخر کار یہ جلیل شیخین مدینہ یونیورسٹی وارد ہوئے۔محدث گوندلویؒ تو ایک سال پورا کر کے واپس تشریف لے آئے۔ان کے تعاقب میں بھی ایک عربی اور عجمی سازش کارفرما تھی، لیکن مولانا عبدالغفار حسن نے وہاں اپنا سکہ خوب جمایا۔طلبہ ان کی علمیت کے قدردان تھے اور سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن بازؒ دل کی گہرائی سے ان کی خوب عزت واحترام کرتے تھے۔اس لیے سولہ سال کی طویل مدت آپ وہاں دینی خدمات سرانجام دیتے رہے۔اس دوران مجھے بھی ان کی صحبت سے مستفید ہونے کا خوب موقعہ میسر آیا، جو ربّ العزت کا عظیم احسان ہے۔

اس زمانہ میں آپ مسجدِ نبویؐ کے اندر خوخہ ابی بکر کی جانب، بعد از مغرب معمول کے مطابق صحیح مسلم کا درس دیا کرتے تھے۔بہت سے شائقین علم اس حلقہ میں شرکت اپنے لیے سعادت سمجھتے تھے۔ایک دفعہ دورانِ گفتگو بندۂ عاجز نے ذکر کیا کہ میرے پاس محدث روپڑیؒ کی علمی تصنیف مظهر النكاة في شرح المشكوة کا کچھ حصہ قلمی شکل میں موجود ہے جو میں نے بذاتِ خود موصوف کے اصل نسخہ سے نقل کیا تھا، وہ نسخہ آپ کی املا سے حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کے دستِ مبارک سے شاندار خط میں تحریر شدہ تھا۔اس پر آپؒ نے شدید رغبت کا اظہار فرمایا تو میں نے وہ محفوظ تحریر پیش کر دی جو کافی دیر تک آپ کے پاس رہی۔بعد میں یہ تحریر آپ نے بصد شکریہ واپس کر دی۔

☆ اس واقعہ کی بعض دیگر تفصیلات مولانا مرحوم کے فرزند ڈاکٹر صہیب حسن نے بھی اسی شمارے میں شائع شدہ اپنے مضمون میں پیش کی ہیں۔ دیکھئے صفحہ نمبر ۹۲، شمارۂ ہذا

www.KitaboSunnat.com

مولانا کا خاص امتیاز یہ تھا کہ فخر ومباہات سے کوسوں دور، افادہ اور استفادہ کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے۔ میں نے ان سے علم الاسانید اور مصطلح الحدیث خوب محنت سے پڑھا جس کا کچھ حصہ میرے پاس محفوظ ہے اور اس سے بوقتِ ضرورت فائدہ اٹھاتا رہتا ہوں۔

تحدیثِ نعمت کے طور پر عرض ہے کہ اپریل کے اوائل میں وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية کویت کے تحت چار سو سے زائد اہل علم نے مجھ پر صحیح بخاری کا سماع کیا، پھر ان کو إجازة الرواية سے نوازا گیا۔ اب ماہ جولائی کے پہلے ہفتے پھر اسی وزارت کے تحت کویت میں صحیح مسلم کا سماع بھی ہوگا۔ ان شاء اللہ

اس وقت مرحوم کی صحیح مسلم کے متعلق بعض تحریریں میرے زیر مطالعہ ہیں۔

دورانِ تعلیم ہم چند دوستوں کی عادت تھی کہ فراغت کے اوقات میں آپ کے دولت خانہ پر جمع ہوتے اور مختلف مسائل میں بحث وتمحیص کا سلسلہ جاری وساری رہتا۔ ہمارے پروگرام کا ایک حصہ یہ بھی تھا کہ ہم چند ساتھیوں نے آپ کے گھر میں غاية المقصود فی حل سنن ابی داود کی آپ پر قرأت کی بلکہ دقتِ نظر سے صاحب بذل المجهود کے اعتراضات کا جائزہ لے کر حواشی پر ان کے جوابات کو تحریر کیا گیا، یہ نسخہ آپ کی لائبریری کی زینت تھا۔

اُستاذی مرحوم کا ایک کتابچہ 'دین میں غلو' کے عنوان سے مطبوع ہے جو مختصر ہونے کے باوجود نہایت جامع اور وقیع ہے۔ امریکہ کے لمبے سفر میں اکثر میرے زیر مطالعہ رہتا۔ اس کی روشنی میں اگر کوئی مفصل کتاب لکھنا چاہے تو بآسانی تیار ہوسکتی ہے۔

مرحوم کی آل اولاد کو اللہ ربّ العزت نے عظیم علمی وراثت سے نوازا ہے جو قابل رشک کارنامہ ہے۔ ان میں سب سے نمایاں ہمارے مہربان دوست ڈاکٹر صہیب حسن (لندن) ہیں جن کی دینی خدمات روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں۔

ہمارے شیخ موصوف کے بعد ان کی نیک آل اولاد اور ہزاروں تلامذہ عظیم صدقہ جاریہ ہیں۔ ان شاء اللہ اللهم اغفرله وارحمه وادخله جنة الفردوس

www.KitaboSunnat.com